

پیپلز پارٹی اور نام نہاد جمہوریت کے پانچ سال آئندہ انتخابات میں مذہبی سیاسی جماعتوں کا مستقبل

بد نصیب تیسری دنیا کے بے قسمت ترین ملک پاکستان عالمی قوتوں کی سازشوں اور سیاسی لیڈروں، حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور مسلسل لوٹ مار کے باعث خاتم بدہن ان دنوں حالتِ نزع سے دوچار ہے۔ آزادی کے فوراً بعد ملک کا قبلہ و کعبہ امریکہ کو ٹھہرا دیا گیا اور حکمران طبقہ بشمول پہلے گورنر جنرل سے لے کر مشرف و زرداری تک امریکی دلیز پہ ایسے سجدہ ریز ہوئے کہ آج تک اٹھنے کا نام نہیں لے رہے۔ اسی غلامی کی شراب کی لٹ اور بزدلی کی مدھوشی کے باعث آج ملک و ملت اندھیروں کے مہیب غاروں میں لڑھکتے جا رہے ہیں۔ اور ہر آنے والا دن 'مہینہ سال اور خصوصاً انتخابات اہل پاکستان کی قباء چاک میں مزید درد کے پیوند لگا دیتا ہے۔ بد نصیب پاکستان جو ایک نئی اسلامی مملکت کے نام پر معرض وجود میں آئی تھی اس میں چودہائیوں کے طویل عرصے میں سارے نظام آزمانے گئے ماسوائے اسلامی نظام کے۔ بہر حال اسلامی نظام تو مزید ایک ہزار سال تک پاکستان میں اس طرح نافذ نہیں ہو سکتا موجودہ سیاسی پارلیمانی، انگریزی عدالتی نظام اور ان کرپٹ ترین سیاسی لیڈروں کے ہوتے ہوئے اب سب سے بڑا مسئلہ پاکستانیوں کو کسی صحیح نظام حکومت کے فقدان کا نہیں بلکہ اس کے وجود اور بقاء کا ہے کیونکہ امریکہ و نیٹو کی یلغار سے بڑھ کر خود اس ملک کی سیاسی چھوٹی بڑی جماعتیں مل کر اس کی برائے نام بچی کچی کمزور ہڈیوں کو بھی بچ رہے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی مثال پیپلز پارٹی اور اس کی تمام اتحادیوں کی پانچ سالہ دور حکومت کی لوٹ مار رہی ہے۔ ان پانچ سالوں میں پیپلز پارٹی نے کرپشن، لاقانونیت، اقربا پروری، نااہلی اور امن و امان کے ابتری کے ایسے عالمی ریکارڈ قائم کئے کہ شاید دنیا بھر میں اس کی مثال ڈھونڈنے سے کسی کو ملے۔ دس سالہ پرویز مشرف جیسے غاصب اور ظالم حکمران نے یقیناً پاکستان اور اہل پاکستان کو کہیں کا نہ چھوڑا تھا لیکن اس کے بعد جمہوریت کے دعویداروں نے تو ملک و ملت کے نیچے اُدیڑ دیئے۔ پانچ سال تک مسلسل پاکستانی عوام کا خون چوسنے کے بعد بھی ان کی پیاس نہ بجھی تو ان چوروں نے اقتدار کے آخری دن میں تمام بند بینک زبردستی کھلوا کر اربوں روپے کھلوائے۔ اور اس دن ہزاروں لوگوں کی تقریروں کے آرڈرز جاری کئے گئے۔ اسی کے لگ بھگ ہزاروں چھوٹے موٹے سرکاری ملازمین کو بڑی بڑی پوشوں پر ترقیاں دی

گئیں۔ صرف قومی اسمبلی کی اسپیکر فہیدہ مرزا نے چالیس کروڑ سے زائد کا قرضہ ہڑپ کر دیا۔ اسی طرح سرکاری وزیروں اور مشیروں نے سرکاری رہائش گاہوں سے اپنے ذاتی سامان کے ساتھ ساتھ جھت کے پتکے، کارپس، بلب، ایئر کنڈیشنر اور غسل خانوں کے قیمتی ٹل تک اپنے ہمراہ بھگا اور لوٹ کر آئندہ آنے والے الیکشن کی تیاریوں میں اپنے اپنے حلقہ ہائے انتخاب میں شاداں و فرحاں پہنچ گئے کہ دوبارہ سے تازہ دم ہو کر جمہوریت و پاکستان کی اس سے زیادہ ”خدمت“ کیلئے منتخب ہو کر پھر سے تازہ حکومت میں حصہ پا کر پاکستانوں کی ربی سہی عزت و ناموس کا سودا کرنے کیلئے پہنچ جائیں۔ اب پھر سے الیکشن کا طبل جنگ بج چکا ہے اور ملک بھر کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتیں بھرپور تیاریوں میں مصروف ہیں۔ عوام کو بے وقوف بنانے کے تمام پرانے اور نئے طریقے آزمائے جا رہے ہیں۔ پرانے شکاری نئے نئے جال بن کر عوام کو گھیرنے اور پکڑنے کی کوششوں میں مصروف ہیں اور کئی دھوکے باز بازگرونی بوتلوں میں دسی شراب ڈال کر عوام کو پلا رہے ہیں کہ ان بد نصیبوں کے دکھوں کا مداوا تو یہی شراب اور جموٹے دعوؤں کا شمار ہی ہے۔ پھر خیر سے مذہبی جماعتوں کا کیا کہنا..... یہ حضرات حقیقت میں نظریاتی سیاست کے علمبردار تھے اور ان کے پیشواؤں نے اصولوں، عقائد اور خالص نظریات کی بنیاد پر عمر بھر سیاستیں کیں اور اس کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دیں لیکن وقت کے بدلنے انداز اور شرم و حیاء کے بدلنے ظروف کی طرح مذہبی سیاسی جماعتوں نے بھی آہستہ آہستہ ”ترقی“ کے ”مدارج“ طے کرتے ہوئے نظریاتی سیاست کے بھاری بھر کم پرانے دساتیر اسلام آباد کے سبزہ زاروں کی رنگینیوں میں ہمیشہ کیلئے دفنا دیئے اور اب خیر سے انکی جدت پسندی، ہر لمحہ بدلتی سیاست اور نت نئے اتحادیوں کے ایڈیشنز کی تقریب رومنائی اور مفادات پر مبنی سیاست کی ہمسری تو لبرل اور سیاسی جماعتیں بھی نہیں کر سکتیں۔ یہ امر ہر محبت وطن اور مذہبی حلقوں کے لئے کتنا باعث افسوس و دلال ہے کہ ان نازک حالات اور غلامی کی مہیب رات میں بھی مذہبی سیاسی جماعتیں گزشتہ الیکشن کی طرح ایک پلیٹ فارم پر جمع نہ ہو سکیں اور تمام مذہبی سیاسی جماعتیں الگ الگ رہ کر الیکشن کے میدان میں اتر رہی ہیں۔ جسکے نتائج کا علم پہلے سے دنیا بھر میں آشکارا ہو چکا ہے۔ تمام جماعتیں الگ الگ انتخابی نشان سے الیکشن میں جاری ہیں حالانکہ سب جماعتوں نے زبانی طور پر اتحاد کا ترانہ بھرپور طریقے سے گنگنا دیا اور قوم کو نویدیں سنائیں لیکن عملی طور پر سب اختلاف و انتشار پر ہی متفق تھے، کوئی مذہبی جماعت خود کو سب سے بڑی گردانتی رہی، کوئی انا کی بت کی پرستش میں مشغول رہا اور کسی کو اتحاد میں تردد رہا، الغرض بڑے بڑے طوفانوں کے سامنے یہ جماعتیں حسب سابق تتر بتر و منتشر رہنے ہی میں اپنی ”عافیت“ اور ”بقا“ کا راز ڈھونڈ رہے ہیں اور پچھاری پاکستانی عوام کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ آخر وہ کہاں جائیں اور کس پر اعتماد کریں؟

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رو کے ساتھ بچا متا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں